نمبر ۱۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۱۱ محرم ۱۳۲۶ھ جلد ۱۲

احمدی ڈیپوٹیشن

سلسلہ عالیہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات ایک عرصہ سے توجہ دلا رہی ہیں کہ ایک قومی وفد قادیان سے نکلے اور وہ اپنی قوم کے دروازوں پر پہونچے اور انہیں بالمشافہ ضروریات سلسلہ سے آگاہ کرکے روپیہ وصول کرے۔ میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس ضرورت کو پیش کر چکا ہوں لیکن ہر ایک کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے جو اس ضرورت کو قوم کے سربرآوردہ اور کارکن ممبر عملی رنگ میں محسوس کریں۔ مجلس معتمدین میں یہ سوال آگیا ہے اور بہت جلد اس کے متعلق فیصلہ ہونے کی توقع ہے۔

یہ ڈیپوٹیشن جہانتک میرا خیال ہے اسی مہینہ میں نکلے گا۔ لیکن چونکہ ڈیپوٹیشن میں ایسے لوگ ہوں گے جو ایک لمبے عرصہ تک متواتر اپنے ہیڈکوارٹرز سے باہر نہ رہ سکیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ انہیں ایسا کرنا پڑے گا کہ مختلف اوقات میں مختلف مقامات کا سفر کریں بہرحال وہ وقت قریب ہی کہ یہ ضروری وفد اب نکلے۔ اس لحاظ سے میں کل احمدی انجمنوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ ان گدایان قوم کے استقبال کے لئے ہر طرح آمادہ رہیں۔ ڈیپوٹیشن ہر ایک مقام پر زیادہ عرصہ تک غالباً نہیں ٹھہر سکیگا۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ڈیپوٹیشن کسی جگہ پہونچے پہلے ہی سے احباب کو طیار رہنا ضروری ہے۔ ڈیپوٹیشن کی غرض اہم سلسلہ کی ضروریات کے لئے چندہ بہم پہونچانا ہوگا۔ جب باقاعدہ ڈیپوٹیشن کے نکلنے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ تو اخبار میں اس کا پروگرام چھاپ دیا جائے گا۔

خدا کی تازہ وحی

۸ فروری ۱۹۰۸ء - ۱- انت امام مبارک۔

ترجمہ۔ تو امام مبارک ہے۔

۲- لعنة الله على من كفر۔

ترجمہ۔ اللہ کی لعنت اس پر جس نے انکار کیا۔

۳- انی معک فی السماء والارض۔

ترجمہ۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ آسمان اور زمین میں۔

۴- انی معک فی الدنیا والآخرة۔

ترجمہ۔ میں دنیا اور آخرت میں تیرے ساتھ ہوں۔

۵- ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون

ترجمہ۔ اللہ ساتھ ہے ان کے جو تقویٰ اختیار کریں اور نیکوکار ہیں۔

۶- اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلاً۔

ترجمہ۔ جہاں کہیں پائے گئے پکڑے جائیں گے اور ہلاک کئے جاویں گے۔

۷- لاتقتلوا زینب

ترجمہ۔ زینب کو قتل نہ کرو۔

۸- "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔"

۱۱ فروری - یا مسیح اللہ عدوانا۔

ترجمہ۔ اے اللہ کے مسیح ہماری شفاعت کر۔

---

۱۳ فروری کو قاضی عبداللہ صاحب کا نکاح سید عزیز الرحمن کی دختر سے ہوا۔ مبارک ہو (باقی پھر)

اکارت نہیں گئی

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں سالانہ جلسہ کے حالات کے ضمن میں اشاعت اسلام کی رپورٹ پر ریمارک کرتے ہوئے مَیں نے ممالک غیر میں میگزین کی اشاعت کی کمی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مَیں نے اس مضمون میں یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر کوئی شخص الحکم کو بند کر کے مدد کر سکتا ہے تو مَیں اسکو ناپسند نہیں کرتا بلکہ خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ کہ وہ اس صیغہ اشاعت میں مدد دیوے۔ میرے پاس ایک دوست کی چٹھی آئی ہے کہ وہ اس غرض کے لئے الحکم کو بند کرنا چاہتا ہے۔ مَیں بھی اس درخواست پر خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایثار کی توفیق دی۔ بہر حال میری صدا اور سعی اکارت نہیں گئی اسی ضمن میں مَیں انجمن احمدیہ انبالہ کے سرگرم ممبروں کی تعریف کرتا ہوں کہ انھوں نے سب سے اول اس سلسلہ میں قدم اُٹھایا ہے اور اسی تحریر سے متاثر ہو کر ۲۶ رسالوں کے ولایت بھیجے جانے کا انتظام کیا ہے اگر کُل انجمنیں اس طرح پر کام کریں تو یقیناً **ایک ہزار رسالہ** ولایت جا سکتا ہے۔ اس حوصلہ پر مَیں اس اپیل کو **ایک ہزار رسالوں** تک بڑھا دینا چاہتا ہوں اس لئے احباب کو چاہیئے کہ وہ اس سال کے لئے

ایک ہزار رسالوں

کے ولایت بھیجے جانے کا انتظام کریں۔ اسی سلسلہ میں مَیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی **عمارت** کے متعلق سرکلر لیٹر کے اس جواب کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو انجمن احمدیہ انبالہ نے دیا ہے۔ انبالہ کی انجمن نے چار سو سینتالیس روپیہ کی رقم اس مد میں جمع کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس ارادہ میں برکت اور اخلاص پیدا کرے اور ان کے اموال کو بڑھائے۔ انجمن احمدیہ انبالہ کی یہ کارروائی

سابق بالخیرات

کی مصداق ہے۔ اب مَیں اسکا اصل خط یہاں درج کر دیتا ہوں۔

انجمن احمدیہ انبالہ کا اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ آج بتاریخ ۹ فروری بر مکان بابو عطاء اللہ خان صاحب وٹرنری وفعدار گورنمنٹ ہوا۔ عاجز راقم نے جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن قادیان کی چٹھی مطبوعہ پڑھکر سُنائی۔ جناب پریذیڈنٹ صاحب نے تحریک کی کہ ہر ایک ممبر ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا آمدنی بطور چندہ مدرسہ کے مکان کے واسطے ادا کرے۔ جس کی تائید جناب شیخ محمد یوسف صاحب محاسب انجمن نے کی۔ اسی کے ساتھ ہی امداد میگزین کی درخواست کی گئی جو بعد اتفاق رائے پاس کی گئی۔ اور اصحاب ذیل نے مندرجہ ذیل رقوم کے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

جناب چوہدری رستم علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن انبالہ چندہ مدرسہ ما ۱۱۵؍ روپیہ اور ۸ رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز کی قیمت۔

نام	چندہ مدرسہ	تعداد رسالہ
بابو عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ ٹریژری کلرک	فلعہ	رر ۲
بابو عطاء اللہ خان صاحب وٹرنری وفعدار	للعہ	رر ۳
بابو محمد یوسف صاحب محاسب انجمن	۱۰؍	رر ۴
بابو عبدالعزیز صاحب اسسٹنٹ سکرٹری	لہ للعہ	رر ،،
اہلیہ بابو صاحب مذکور	ت	رر ۲
بابو غلام مصطفٰے خان صاحب وٹرنری وفعدار	عـہ	رر ۱
بابو عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ ٹریژری کلرک	عـہ	رر ۱
بابو احمد اللہ صاحب بوٹ فیکٹری	یعہ ۸	رر ۱
بابا شادی صاحب	عـہ	رر ۱
میاں مولا بخش صاحب	ت	رر ۱
خادم راقم	مبیعہ	رر ۲
کُل میزان الجملہ ۴۷؍		رر ۲۶

بابو عطاء اللہ خان صاحب نے مبلغ للعہ روپے جلسہ میں ہی ادا کر دیے۔ جو امین انجمن کے پاس جمع کر دیے گئے۔

چونکہ چند ایک ممبر جلسہ مذکور میں شامل نہ ہو سکے تھے اس لئے ۲۳ فروری کو دوسرے جلسہ کی تاریخ مقرر کی گئی جس کی اطلاع بعد میں روانہ کی جاویگی۔ خدا خوش رکھے چوہدری رستم علی صاحب و شیخ محمد یوسف صاحب کو جن کی ہمت نے انجمن ہذا کو اس کار خیر میں شمولیت کی عزت بخشی۔ (راقم عاجز فضل احمد سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ)

بیعت کی غرض کیا ہے؟

یاد رکھنا چاہئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور ببرکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جاوے اور اس کا جزو بن جاوے اور وہ مشکوٰتی نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جس کو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدا تعالیٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بُری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خود خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ اور بُری ہے۔ اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع مُیسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر ایک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ سو اس نور کے پیدا ہونے کے لئے ابتدائی اتقا جس کو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھدًی للمتقین یہ نہیں فرمایا ھدی للفاسقین یا ھدی للکافرین ابتدائی تقویٰ جس کے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولیٰ اُس کی مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشاناہ خلقًا آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی **تولد ثانی** پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اس کے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولد ثالث پاتا ہے۔
(مسیح موعودؑ)

الوقت میگوید

اے کج دل قوم! خدا تیری ہر ایک تسلی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو۔ خدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچے جانے کے لئے طیار ہو دیکھو! یہ کیسا وقت ہے کیسی ضرورتیں ہیں جو اسلام کو پیش آگئیں کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا تعالیٰ کے رحم کا وقت ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے مگر اس زمانہ کے اندھے ابتک بے خبر ہیں آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اُتر رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں۔ (رر)

مومنو اشک بہاؤ کہ محرم آیا
سید بیکس و مظلوم کا ماتم آیا

یہ کسی شیعہ صاحب کا شعر ہے جس مین محرم شریف کی آمد آمد پر رونے اور ماتم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ بلکہ اصل پوچھین تو اس شعر کے پڑھنے سے سارے کا سارا تعزیہ داری اور رقت اور سوز گداز اور مجالس و محافلِ محرم شریف کا فوٹو ہو بہو نظر آجاتا ہے اور چونکہ یہ عاجز عرصہ دراز تک اس بلا مین مبتلا اور گرفتار رہ چکا ہے۔ انواع و اقسام کی بدعتون کے نظارے جو جو کچھ نظر سے گذر چکے ہین سب کے سب سامنے آجاتے ہین تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اور دل پر سخت چوٹ لگتی ہے اور آنکھون سے خون اتر آتا ہے۔ کہ سبحان اللہ انسان کی پیدایش کی علت غائی تو ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے لحاظ سے محض عبادت اور فرمانبرداری ہے اور پھر عبادت کی کئی اقسام مثلاً تحیات۔ صلوات۔ طیبات۔ وغیرہ جس مین حقوق اور حقوق عباد وغیرہ سب کچھ آجاتا ہے۔ اور ان کی تفصیل و تشریح قرآن مجید مین ہے۔ جو بحکم انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ایک محفوظ اور مصئون کتاب ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ محرم شریف کا رونا پیٹنا چیخنا۔ چلانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ عبادت کی کونسی قسم مین داخل ہے۔ آؤ کلام مجید مین ہی تلاش کرین۔ کہ کہین بھی باقی فرائض کیطرح کسی شخص کی موت مرگ پر یا مصیبت پر صف ماتم بچھا کر درد انگیز لہجہ مین بیان کرکے رونا رلانا موجب اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔ یا نہ۔ سب سے پہلے سورہ فاتحہ مین اللہ تعالےٰ نے منعم علیہ گروہ کا طریق طلب کرنے اور مغضوب علیہم اور ضالین کی راہ سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی ہے۔ جو ہر نماز کی ہر رکعت مین پڑھنی کا نہایت ہی ضروری حکم ہے۔ اور منعم علیہ گروہ کی تشریح دوسری جگہ فرمائی ہے کہ وہ نبین صدیقین۔ شہداء۔ صالحین ہین۔ اور مغضوب علیہم یہود اور ضالین نصاریٰ ہین۔ اب ایک ایک کرکے دیکھتے جائین۔ نبین۔ یہ وہ گروہ ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ کرکے خاص اپنے واسطے چن لیا ہے اور تمام مخلوق کے لئے نمونہ اور اسوہ بنا کر ان کی اتباع اور تابعداری فرض و واجب کرکے ان کی پیروی کا نام سنت اور ان سے انحراف کرنیکا نام کفر و بدعت رکھ کر ان کے تابعدارون کے لئے جنت کا وعدہ اور ان کے منکرین و مخالفین کے واسطے دوزخ کی وعید فرمائی ہے پر اسی سردار اور معزز اور پاک گروہ پر جس قدر ابتلا اور مصائب صادر ہوتے ہین وہ کسی دوسرے پر وارد اور نازل ہوں۔ تو جیتا ہی مر جاوے وہ خدا کے بندے تکالیف شرعیہ اور مصائب آسمانی کو بطیب خاطر کس خوشی سے جھیلتے ہین کہ دیکھنے والے حیران اور ششدر رہ جاتے ہین۔ وجہ یہ ہے کہ جس طرح کسی چیز کی تکمیل اور درستی کے لئے مثلاً لکڑی۔ لوہے۔ سونے چاندی وغیرہ کی درستی اور تکمیل کے لئے اس پر اوزارون ہتھیارون سے طرح طرح سے حملے کئے جاتے ہین۔ نہ اس لئے کہ ان کو خراب و خستہ کیا جاوے بلکہ اس واسطے تراشا۔ چھیلا۔ اور گلایا اور کوٹا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے کمال تک پہنچ کر ایک قیمتی اور قابل قدر چیز بن جاوے۔ اسی طرح انسان کی تکمیل کے لئے بھی تکالیف شرعیہ یعنی نماز روزہ حج۔ زکواۃ۔ وغیرہ مقرر کی گئی ہین۔ مگر چونکہ حضرت انسان اس مین طرح طرح کے حیلے حوالے نکالکر ٹال مٹول کرکے کما حقہ روحانیت اور طمانیت حاصل کرنے سے قاصر رہتا ہے اس لئے مجبوراً دوسرے ہتھیارون یعنی تکالیف قضاء و قدر سے اسکی اچھی طرح خبر لی جاتی ہے پھر تو خوب ہی سیدھا ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی ظلم اور زیادتی نہیں بلکہ قانون قدرت ہی اسی طرح چلا آتا ہے کہ ہر ایک چیز کی تکمیل اور درستی کیلئے خواہ نخواہ طرح طرح کے الٹ پھیر ضروری کرنے پڑتے ہین اب جس پاک گروہ کو سارے جہان کے لئے نمونہ اور اسوہ بنایا گیا ہے اسکو کیون نہ پورا پورا درست اور ٹھیک کرکے دکھلایا جاوے۔ اس مین ظلم کیا اور زیادتی کی کونسی بات ہوئی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیہم صلوات من ربہم واولئک ہم المہتدون یعنی ہم ضرور ہی انسان کو طرح طرح کی بلاؤن اور قسم قسم کی آفتون اور انواع انواع کے نقصانون اور تکلیفون مین پھنسا کر اور مصیبتون اور رنجون مین مبتلا اور گرفتار کرکے امتحان لیتے ہین تو جو لوگ صبر و سہار اور رضا بقضا ہونے سے کام لے کر امتحان مین پورے نکلتے ہین اور اف تک نہین کرتے اور اگر کچھ بولنا چاہین تو صرف تسلیم و رضا سے بھرے ہوئے الفاظ کہ ہم سب لوگ اللہ تعالیٰ ہی کا مال ہین اور اسی کے پاس آخر کو حاضر بھی ہونا ہے اور بس۔ اس قسم کے لوگون پر۔ درود و رحمت شاباش مرحبا وغیرہ اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ گروہ مانے جاسکتے ہین۔ اور جس شخص نے ایسے امتحان کے وقت بے صبری اور جزع فزع کیا اور شکوہ و شکایت سے لب کشائی کی تو مصائب تکالیف کے علاوہ ناراضگی مولا مزید بر آن۔ اب اس قطعی حکم کے مل پہنچنے کے بعد بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ نبیون اور رسولون کے پاک گروہ نے اس امتحان مین پورے پورے نمبر نہین حاصل کئے یا کبھی بھی کسی قسم کی بے صبری یا شکوہ و شکایت کی ہو۔ حاشاہ وکلا ہرگز۔ بلکہ ہر ایک خدا سے ڈرنے والے مومن کا نور قلب شرح صدر سے گواہی دیتا ہے۔ کہ نبیون اور رسولون کے گروہ نے ضرور ضرور اللہ تعالیٰ بھیجی ہوئی بلاؤن اور نازل کئے ہوئے امتحان مین تعریف کے ساتھ پورے پورے نمبر حاصل کرکے درگاہ الٰہی سے سارٹیفکٹ اور ڈپلومے حاصل کئے اور اگر رونا پیٹنا اور صف ماتم بچھانا بھی اگر کوئی ضروری امر ہوتا۔ تو خواہ نخواہ نبیون اور رسولون کا گروہ مقدس ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا علیٰ ہذ القیاس اپنے سے پہلے بزرگ نبی اور رسول کی مصیبتون اور تکلیفون اور دکھون۔ دردون اور بلاؤن کو یاد کرکے رسم تعزیت اور عزاداری بوجہ احسن بجالا کر اس سنت کے دنیا مین قایم کرنیکو اپنا فخر سمجھتا خصوصاً ہماری سرکار خاتم النبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی تعزیہ داری بلکہ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کے بموجب تو بے شمار اور لاتعداد گروہ کی تعزیت اور عزاداری بجالانی پڑتی اور اگر ایسا ہوتا تو کس کا دین اور کہان کا اسلام جنگ جہاد۔ وعظ۔ بند۔ شب خیزیان اور تہجد گزاریان ساری کی ساری بھول جاتین۔ ایک منٹ بھی رونے پیٹنے اور صف ماتم بچھانے اور نام بنام ہر ایک بزرگ نبی اور رسول کا تابوت اور تعزیہ بنا کر گذشتہ حالات کی پوری پوری نقل کرنے سے فرصت ملتی پر نہ ملتی۔ مگر نہین انہون نے تسلیم و رضا اور صبر و شکر سے کام لے کر سب کے سب مسلمان اور مومنون کے لئے نمونہ قایم کر دیا۔ جب نبیون اور رسولون کے گروہ کا یہ حال ہے۔ تو صدیق۔ شہدا۔ صالحین جو انہی کے پیرو اور جانشین اور حلقہ بگوش ہین وہ کس طرح ان سے انحراف کر سکتے ہین۔ بعض لوگ کہا کرتے ہین۔ کہ یہ بھی ایک محبت کا نشان ہے۔ کہ ہم لوگ ان کے غم سے غمگین اور ان کی خوشی سے خوش ہوتے ہین اس بات کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے کہ مان سے زیادہ چاہے۔ پھاپھا کٹنی کہلائے۔ بعض فرمایا کرتے ہین کہ جس قدر ظلم اور ستم اور زیادتی اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے وہ اور کسی نبی یا رسول پر وارد اور صادر نہین ہوئے اور دوسرا پہلے رسولون اور نبیون کو تکلیف ہو ہو کر آخر کار دشمنون پر فتح اور غلبہ اور نصرت نصیب ہو گئی تھی۔ مگر اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری دم تک تا دم مرگ مصیبت ہی مصیبت اور تنگی ہی تنگی اور جفا پر جفا ہوتا رہا یہان تک شہید ہو کر قبرون مین دفن بھی ہو گئے۔ اول تو ان کا یہ فرمانا ہی بیجا ہے۔ کیونکہ اس مین قاعدہ کلیہ العاقبۃ للمتقین اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور انا لننصر رسلنا وغیرہ۔۔۔ ٹوٹ جاتا ہے اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے ان کی بات مان بھی لین [illegible] پر عین اس وقت جبکہ مصیبت اور تنگی نازل اور صادر ہو رہی تھی۔ باقتضائے بشریت ہم بھی غمگین اور غمناک ہو کر بیساختہ آنسو بہانے لگتے تو بحکم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا قابل معافی تھے نہ کہ لایق اجر ثواب۔ لیکن اس عاجز کا تو یہ سوال ہے کہ جن بزرگ شہدا کے غم سے ہم رو رہے ہین۔ یا رونے کی تیاری کر رہے ہین یا اگر رونا نہ آوے تو رونی شکل ہی بنا کر داخل ثواب ہونا چاہتے ہین وہ مقدس گروہ اس وقت ہے کہان۔ آیا کسی تکلیف یا مصیبت مین مبتلا اور گرفتار

اور دشمنوں کے تیر و تفنگ کا نشانہ بن رہے ہیں۔ یا عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون۔ کا خلعت حاصل کرکے عیش و آرام خوشی و فرحت میں ہمیشہ کے لئے ایسے زندہ ہو چکے ہیں کہ اب موت اور ہلاکت ان کے پاس بھی تو نہیں پھٹکتی۔ تو اب اس وقت رونا کیوں اور پیٹنا کس لئے۔ اب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ شیعہ صاحبان کا رونا پیٹنا چیخنا چلانا منعم علیہ گروہ سے تو کسی طرح بھی لگا نہیں کھاتا۔ اب باقی رہ گئے۔ مغضوب علیہم اور ضالین۔ سو اب اپنی طرف سے تو کچھ کہنا بے سود ہے۔ وہ خود ہی خدا کے خوف سے دل میں جگہ دیکر سوچیں کہ کہیں خدانخواستہ تقوے۔ طہارت اور خشیۃ اللہ کو چھوڑ چھاڑ کر صرف تبرا اور لعنت اور گالی گلوچ بدزبانی پر زور دیکر مطلق العنان یہودیوں سے اپنی مطابقت پیدا نہ کریں یا جس طرح نصاریٰ شریعت کو لعنتی قرار دیکر صرف حضرت خداوند مسیح کی خدائی پر ایمان لاکر ان کو کفارہ گناہوں کا مقرر کرتے ہیں اسیطرح کہ اب بھی شرعی اور عبادتی اور دینی طرز و طریق کو چھوڑ کر صرف اسی ایک بات پر زور دیتے ہیں کہ امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کے غم و الم میں رونے پیٹنے سے سب کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں اور انہوں نے اپنا سر مبارک محض اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بخشوانے ہی کے واسطے کٹوایا ہے۔ اور بس۔ بھلا جس چھوٹے بڑے یا عمر رسیدہ جاہلوں کو سال بسال یا ہمیشہ ہمیشہ مجلسوں محفلوں میں جمع کرکے بار بار یہی اور صرف یہی کچھ سنایا اور سمجھایا جاوے تو وہ لوگ تقوے طہارت کی کٹھن منزل کے طے کرنے کو تکلیف کیوں گوارہ کرنے لگے۔ میرے پیارے بھائیو پچھلے بزرگوں کیلئے غم و الم کرنیکی جگہ دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کے رتبے اور مرتبے زیادہ سے زیادہ کرے اور مناقب اور فضائل میں ان کو بہت ہی بڑہائے اور ان کی تعلیموں اور تلقینوں کو جو افراط تفریط سے بالکل پاک و صاف ہیں حاصل کرنے کی سعی کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ کہ اس نے آپ کے اس زمانے کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ایک نہایت ہی بزرگ انسان کو اپنے الہام وحی و مکالمہ و مخاطبہ سے مستفیض و مستفید کرکے محض اصلاح خلق اللہ کیلئے مبعوث فرمایا ہے شیعہ ہو کر اس امام مہدی کی ناقدری کرو تو نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ اس بزرگ ہادی کی تعلیم و تلقین کا خلاصہ دس شرایط بیعت میں بدر اخبار کے پہلے ہی صفحہ پر آپ کو ملیگا۔ انپر عمل درآمد کرکے پورا پورا اطمینان اور تسکین دل حاصل نہ ہو جاوے تو اس عاجز کے حق میں جو چاہیں کہہ لیں۔

گلاب الدین احمد۔

ثناء اللہ کی بے حیائی

کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ فرزانہ عرب نے کہ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ ثناء اللہ امرتسری نے اس مقولہ کو اپنا بدرقہ بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت میں جو جو حیلہ سازیاں اور روباہ بازیاں کی ہیں وہ وقتاً فوقتاً الحکم کے ذریعہ ظاہر کی جا چکی ہیں۔ ایک عرصہ سے الحکم میں اس کے متعلق ایڈیٹر کیطرف سے کچھ نہیں لکھا گیا۔ لیکن اس کی بڑھتی شوخی اور باوجود دعویٰ علم و فضل حق پوشی کی ترقی کرتی ہوئی عادت مجھے مجبور کرتی ہے کہ اسکی مزورانہ کارروائیوں کو طشت از بام کروں میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس نے حضرت امام کے مقابلہ میں نکل کر اپنا مقابلہ خدا تعالے سے کرنا چاہا ہے۔ اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ

خدا سزا دینے میں دھیما ہے۔

اسی الٰہی حلم اور مہلت سے اس نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ خدا تعالیٰ کا فیصلہ بہرحال ایک روشن فیصلہ ہوگا وہ جس طرح چاہیے گا اور جب چاہیگا کر کے دکھا دیگا۔ اس لحاظ سے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ مگر محض اس خیال سے کہ اس کی خاموشی سے بعض سادہ لوح لوگوں کو دھوکا لگ جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ثناء اللہ کے تمام مغالطوں پر قلم اٹھایا جاوے اور اس کے علم و فضل اور اس تقوے اور راستبازی کا جسکی تعریف وہ شہادت میں کر چکا ہے حقیقت کھول کر دکھا دی جاوے تاکہ اسے اپنی تصویر اس آئینہ میں نظر آ جاوے مرقع قادیانی کی تازہ اشاعت میں جس بے حیائی سے اس نے کام لیا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ اسے ثناء اللہ پر وضع کیا جاوے صفحہ ۲۳ پر لکھتا ہے۔

آپ نے اپنے کذبات (ذرا فضیلت کی دم کو سامنے رکھ کر اپنے کذبات پر غور کریں۔ ایڈیٹر)

آپ نے اپنے کذبات کی بنا ایک ہی رکھی ہوئی ہے کہ جب کبھی کوئی مخالف آپ کا مرتا ہے تو آپ جھٹ سے کہدیتے ہیں کہ مراد اس کا مباہلہ تھا۔ کہ جھوٹا اور سچے سے پہلے مریگا اس دفعہ اخیر دسمبر کے جلسہ میں بھی آپ نے اسی اصول سے کام لیا چنانچہ آپ نے پنڈت لیکھرام کی بابت دُر افشانی فرمائی ہے۔ کہ

آخر اس لیکھرام نے مباہلہ کے طور پر ایک دعا لکھی اور اس میں میرا نام اور اپنا نام لکھکر اپنے پرمیشر سے نہایت تضرع اور ابتہال کے ساتھ پرارتھنا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے پرمیشر اسے ہلاک کرے (الحکم ۲ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۵)

اس سے آپ کی غرض جو ہے وہ تو ظاہر ہے مگر میں جانتا ہوں کہ آپ نے اس میں بھی اسی اپنے کذب سے کام لیا ہے پس آپ اگر اس دعوی میں سچے ہیں کہ پنڈت لیکھرام نے آپ کے ساتھ اس قسم کا مباہلہ کیا ہے۔ تو آپ اس کتاب کا نام اور مع نشان صفحہ بتلاؤ

مرقع قادیانی

اب ناظرین غور کریں جن الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے۔ وہ ثناء اللہ کے مطالبہ کو واضح کر رہے ہیں اس سے پہلے کہ میں ثناء اللہ کو وہ مباہلہ دکھاؤں۔ میں ثناء اللہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اسکے بعد وہ اس بے حیائی اور حق پوشی کا اقرار کرکے توبہ کر لیگا۔

اس کی تو ناظرین اس سے امید نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کی شرافت اور حق پوشی اس کا تقاضا ہی نہیں کرتی۔ لیکن میں محض اظہار حق کی خاطر اسے دکھاتا ہوں کہ اس کے مخدوم لیکھرام نے مباہلہ کیا اور اسے چھاپ کر شایع کیا

جس کو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ثناء اللہ کو چاہیے کہ عینک اوتار کر نہیں بلکہ لگا کر پڑھے اور اگر بالکل ایمان و علم مامور من اللہ کی مخالفت میں سلب نہیں ہو گیا تو اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور لوگوں کو حق اور ہدایت سے روکنے کے لئے ایسی راہ اختیار نہ کرے۔ لیکھرام کے مباہلہ کے متعلق دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۸۵

خدائی فیصلہ کی درخواست از جانب لیکھرام

پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید۔ پر عمل کر کے مرزا صاحب (رئیس اسلام) کی اس آخری التماس کو منظور کرتا ہوں (یعنی خدا کا فیصلہ مانگتا ہوں) میں نیاز الیتام لیکھرام شرما ولد پنڈت تارہ سنگھ (مصنف تکذیب براہین احمدیہ) اقرار صحیح بدرستی ہوش حواس کر کے کہتا ہوں۔ کہ میں نے مرزا صاحب کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا۔ لیکن انہوں نے میرے دل پر کچھ اثر نہیں ڈالا۔ اور میں پرمیشر کو حاضر ناظر جانکر اقرار کرتا ہوں کہ وید ہی ست ودیاؤں کا پستک ہے اور میری روح اور مادہ انادی ہیں اور خدا نے نیست سے ہست نہیں کیا اور نہ وہ کسی کا گناہ بخشتا ہے اور نہ اسکے ہاں شفاعت کارگر ہے۔ بلکہ قدیم انصاف سے ہر ایک اپنے کرموں کا پھل محدود پاتا ہے اور وید اور اسکی ساری تعلیمات کو خدا کیطرف سے مانتا ہوں قصہ کوتاہ یعنی آریہ سماج کی تعلیم (کو پرمیشور کی تعلیم یقین کرتا ہوں۔ جسطرح میں راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی میں اسلام کو اور قرآن اور اس کے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں ان کو غلط اور جھوٹا سمجھتا ہوں۔ لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد (صاحب) ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور

یہ مرزا صاحب کو دروغگو گمان کر کے تا بدروازہ پہنچاتا ہے لیکن یہ بد دعا اسی پر الٹ پڑی کیونکہ بذات خود دروغگو ثابت ہو کے تا بدوزخ رسید ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک اور مرزا صاحب بفضلہ تعالیٰ صادق و راستباز ثابت ہو کر اسی دنیا میں بہشتی زندگی بھوگ رہے ہیں۔

[illegible]

اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور غلطی سے لوگوں کو دھوکے میں پھنساتا ہے۔ پرمیشور ہم دونو میں سچا فیصلہ کر (ایسا ہو) کہ جہالت اور تعصب اور جور و ستم والے کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاتا۔

دستخط لیکھرام شرما از پشاور

مولوی صاحب فرمائے ابھی تسلی ہوئی کہ نہیں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کا مباہلہ جو سرمہ چشم آریہ کے آخر میں ہے۔ وہ بھی پڑھ لو۔

فیصلہ کی درخواست از جانب حضرت

مرزا غلام احمدؐ صاحب

سرمہ چشم آریہ ص ۱۹۰-۱۸۸

بعد حمد و صلوٰۃ میں عبداللہ الاحد الصمد غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم (مؤلف کتاب براہین احمدیہ حضرت خداوند کریم کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ دین اسلام اور قرآن کریم منجانب اللہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ قرآن کریم تمام پاک صداقتوں اور سچائیوں پر مشتمل ہے اور اس کی تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجوب ذاتی اور قدامت ہستی اور قدرت کاملہ اور دوسرے اپنے جمیع صفات میں وحدہ لاشریک ہے اور سب مخلوقات کا خالق اور سب ارواح و اجسام کا پیدا کنندہ ہے اور صادق وفادار اور ایماندار کو ہمیشہ کے لئے نجات دیگا۔ وہ رحمٰن اور رحیم اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور ان تمام باتوں کا پرا ثبوت مجھے اس نے بذریعہ الہام بھی دیدیا ہے۔ الغرض میں دل و جان سے قرآنی صداقتوں اور اس کی کل تعلیموں کو منجانب اللہ مانتا ہوں اور دوسرا فریق مخالف (آریہ) دعویٰ کرتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ سیدنا محمد مصطفیٰ سچے نبی نہیں اور قرآن کریم انجیل توراۃ وغیرہ سب جعلی کتابیں ہیں اور خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوئیں اور کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ نہیں اور نجات یعنی مکتی ابدی ہرگز نہیں اور جو کچھ ویدوں میں بھرا ہوا ہے۔ وہ سب سچ ہے اور اس کے برخلاف جو قرآن شریف میں ہے وہ سب جھوٹ ہے۔ سوائے قادر مطلق خدا تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے بیانات میں اور عقاید میں جھوٹا ہے اور بصیرت کی راہ سے نہیں بلکہ تعصب اور ضد کی راہ سے ایسی باتیں منہ پر لاتا ہے جن پر یقین کرنے کے لئے کوئی قطعی دلیل اس کے ہاتھ میں نہیں پس اسے قادر کبیر کوئی ایسا عذاب نازل کرکے کاذب کی پردہ دری کر اور صادق کی مدد کر اور لعنت سے بھرے ہوئے دکھ کی مار ایسے شخص کو پہنچا جو دانستہ سچائی سے دور اور راستی کا دشمن اور راست بازی کا مخالف ہے کیونکہ سب قدرت اور انصاف اور عدالت تیرے ہی ہاتھ میں ہے آمین یا رب العلمین۔

مرزا غلام احمد قادیانی

ان دونوں مباہلوں کو پڑھ کر بھی اگر کوئی کہے کہ مباہلہ نہیں ہوا۔ تو پھر ایسے بے حیا کا جواب یہ ہے کہ وہ اس نسخہ کو آپ آزمائے۔ اب میں ثناء اللہ صاحب کو غور کا موقع دیتا ہوں۔ اگر اس نے اس پر بھی شوخی اور بیباکی سے کام لیا۔ تو اس کے مغالطوں کی حقیقت کھولنے میں پھر قلم اٹھاؤنگا۔ انشاءاللہ۔

نظم

شکر حق آئی چمن میں پھر بہار جان فزا۔
آسمان سے ابن مریم بن کے احمد آگیا۔

مہدی معہود آیا ہے بصد عز و وقار۔
باغ اسلام ہوگیا پھر جس کی برکت سے ہرا

للہ الحمد آگیا وہ دور آخر کا امام۔
جس نے افسردہ دلوں کو آکے تازہ کردیا

ابن مریم سے زیادہ پاکے شان و مرتبہ۔
آگیا ہے نائب شاہنشہ ہر دو سرا

دے گئے جس کی بشارت صاحب لولاک ہیں
دوستو اٹھو کہ اب وہ دل ستان ہے آگیا

گیتا میں لکھی ہوئی ہے جس کی مہمان کھولکر
قادیان میں وہ کرشن اوتار جلوہ گر ہوا

جب بجائی اس نے آکر بانسری توحید کی
اس جہان شش جہت میں غلغلہ ہر پڑگیا

ہیں مسیح ناصری اس کے نشان تبلا گئے
کھول کر انجیل دیکھو تا لگے تم کو پتہ

الغرض کتب سماوی میں لکھے تھے جو نشان
اس نے آکر ان نشانوں کو ہے ثابت کردیا

جو لگا رمضان میں تھا چاند سورج کو گہن
اس کے صدق دعوی پر ہے کیسا شاہد برملا

اور عرب میں ریل کے ہونیسے جاری دوستو
اعشار عطلت کا وعدہ پورا ہو گیا۔

ہاتھ میں اس کے کی بیعت وہی دنیا نے جب
کی مسلط ان پہ حق نے قحط و طاعون کی بلا۔

غافلوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے
زلزلہ کا اس زمین کو بارہا دھکا لگا:۔

کر رہی طاعون ہے کیا غور کیوں کرتے نہیں
شامت اعمال نے مدہوش کیسا کردیا۔

وہ دکھا دیوے جھلک دیدار کی اپنی تمہیں
پردہ کبر و خودی کو دو اگر دل سے اٹھا

غیرت دین تم سے رخصت ہوگئی ہے العجب
نام کو باقی نہیں تم میں بھی شرم و حیا۔

دیدہ ور کرتے ہیں اس سے اکتساب نور لیک
بوم کو بھاتی نہیں ہے مہر تابان کی ضیا

اس تکبر نے ہے کھویا قوم اسرائیل کو
خاندان میں جن کے ہو گذرے ہیں اتنے انبیا

حال دیکھو ان کا اب وہ کیسے بندر خوار ہیں
کیا انکار و عداوت نے انہیں رسوا کیا

تم بھی باز آجاؤ شوخی سے اگر ہو چاہتے
تلخ کامی اور ہلاکت کا نہ چکھو تم مزہ۔

اس کا تم نے کیا بگاڑا اپنی کرتوتوں سے ہے
اپنا ہی ایمان ہے زایل تمہارا ہو گیا۔

ساری دنیا در پئے ایذا رہی اس کے مگر
بال بیکا اس کا مولا نے نہیں ہونے دیا

کاذب ہوتا وہ اگر مدت کا ہو جاتا ہلاک
کاذبوں کو کب خدا کرتا ہے یہ نصرت عطا

منہ کی پھونکوں سے نہیں بجھنے کا ہرگز یہ چراغ
وہ بدم فضل خدا سے ہے یہ روشن ہو رہا

آیت اللہ کو نہ جھٹلاؤ کرو کچھ خوف حق
باز آؤ اپنی بد حرکات سے بہر خدا

دشمنی مرد خدا کی اچھا پھل لاتی نہیں۔
دشمن خاص خدا ہے دشمن مرد خدا

نار میت از رمیت آیا ہے قرآن میں	اور ید اللہ فوق ایدیہم کی سچی ہے صدا
بولہب فرعون اور بوجہل اعدائے رسل	ہو گئے تکذیب حق سے مورد غضب خدا
آتھم ہی مرگیا اور لیکھرام شوخ چشم	تیغ بران محمد کا ذبیحہ ہو گیا
سو مراج اچہر شیر و بد زبان ہیں اور کہاں	بد زبانی نے انہیں کیسا چکھایا ہے مزہ
انگلینڈ ڈوئی جو الیاس امریکہ کا تھا	جسنے تھا اسلام کی تخریب کا دعوی کیا
غیرت دین نے اہلا جب مسیح موعود کو	ایک ہی حربہ میں اسکا کام پورا کردیا
اے خدا فضلوں پہ تیرے جان میری قربان ہو	تیری رحمت نے مسیح موعود تک پہنچا دیا
رکھیو گنہگار ہوں میں مجھ کو محفوظ اے میرے خدا	اور مجھے ثابت قدم ایمان پر رکھیو خدا
نادم آنکہ محبت ہو مسیح پاک سے	شافع روز جزا سے مجھکو الفت ہو سدا

مرزا ہے لاتقدم خاکسار اللہ دتا احمدی سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول قلعہ دیدار سنگھ۔ ضلع گوجرانوالہ

۸/۲/۰۸

اسلام وسط افریقہ میں

آشنانہ علیہ کے ترکی معاصر صباح نے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون شائع کیا ہے۔ یہ کسی یوروپین سیاح کے مشاہدات ہیں جس نے بڑی دقت نظر سے اس خطہ کو مطالعہ کیا ہے سیاح مذکور لکھتا ہے کہ:-

"میں اپنے اس سفر میں وسط افریقہ کے درمیان ایک وسیع صحرا طے کر کے وہاں تک پہنچ گیا ہوں جہاں اس علاقہ کے متعدد قبایل اور اقوام رہتی ہیں۔ ان تمام قبایل میں مسلمان اقوام ہی ترقی میں اول نمبر پر ہیں اور یہی لوگ یہاں کے تہذیب یافتہ ہیں۔ وسط افریقہ کا احوال ابھی تک نامعلوم ہی رہا ہے۔ باشندوں کا اکثر حصہ وہی اپنی پہلی وحشیانہ حالت میں ہے۔ اُس سرزمین میں بڑی بڑی نہریں بہ رہی ہیں۔ اور معدنیات کی بھی بہتات ہے خودرو نباتات اور پھولوں اور شگوفوں سے جنگل نمونہ گلشن نظر آتا ہے۔ اور جنگل بھی اس قدر وسیع ہے کہ سینکڑوں میل اسکا دامن پھیلتا چلا گیا ہے۔ باشندوں کی یہاں تک کثرت ہے کہ اُن کا حساب ملینوں تک جا پہنچا ہے۔ اور اُن سب کو بڑی سہولت سے مسلمان کر لیا جا سکتا ہے۔

جو شخص یہاں تک آنا چاہے اُسے پہلے مغربی افریقہ سے نہر کانگو کے دھانے تک آنا پڑتا ہے۔ اس دھانے کے نزدیک پست میدان چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان میں دلدل اور تالاب موجود ہیں۔ اور آنیوالا جب یہاں سے بھی پار ہو جاتا ہے تو اُسے سرزمین خط استوا سے ہو کر اُس مقام کو جانا پڑتا ہے جو پہاڑی زنجیروں اور عمیق عمیق غاروں اور وادیوں سے لبریز ہے۔ اور جن کے کناروں پر بڑے بڑے میدان اور گنجان جنگل واقع ہیں وسط افریقہ کو آنے کے لئے "اوبانگی" وشاری کے رستہ نہر کانگو میں سفر کرنا ضرور ہے اور یہ سفر دو مہینوں میں پورا ہوتا ہے۔ نہر کے کناروں پر قدرتی باغ لگا ہے جو نگاہوں کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے ایک درختوں اور شگوفوں اور پھولوں اور سبزے نے مل کر کنارہ کی زمین کو ایک سدا بہار سبز خلعت پہنا دیا ہے۔ انسان کو یہاں دیکھکر بڑا تعجب آتا ہے کہ بڑے بڑے گرانڈیل درخت اور اُن کے پتے ایک دوسرے سے اس طرح مل جل گئے ہیں کہ آسمان کے نیچے ایک خوشنما سبز گنبد سا نمودار ہو رہا ہے۔ اور یہ گنبد اُن غاروں کے مشابہ ہے کہ جن میں رہکر چھوٹے چھوٹے نباتات اور جنگلی سبزہ آفتاب کے مدسے پناہ میں آ جاتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ ان اشجار کے نیچے زمین ہمیشہ مرطوب رہتی ہے اور گھاس کا وہ عالم ہے کہ مٹاپے اور لمبان میں بڑے بڑے درختوں سے باتیں کرتا ہے۔ میدان کے خودرو پھولوں میں قدرتی خوشبو ہے چاندنی راتوں میں جو سماں ان کناروں پر ہوتا ہے۔ اُس کی کیفیت بیان میں نہیں آ سکتی۔ جب چاند اپنی کرنوں کے سلسلہ کو جو ہو بہو ایک روپہرے پہاڑی زنجیرے کے مشابہ ہوتے ہیں اُن آپس میں پیچ تاب کھائی ہوئی عشق پیچہ جیسی شاخوں پر ڈالتا ہے۔ اور اُن کی ہری ہری پتیاں چاندنی کی گوری گوری رنگت میں نکھر اُٹھتی ہیں تو عجب بہار پیدا ہو جاتی ہے اور اس روشنی کو بانبیول کے جرگے اور بھی رونق دار کر ڈالتے ہیں جو جنگل سے نکلکر نہر کے کنارے آتے اور اپنے لمبے لمبے سونڈ دراز کر کے سطح نہر پر دوڑنے والے جہازوں کو پکڑنا چاہتے ہیں۔ اس عمیق نہر کے سکوت کو جو چیز توڑتی ہے۔ وہ کنارہ کے درختوں پر کے پرندوں کی میٹھی میٹھی آوازیں ہیں جو سُریلی تانوں میں اُٹھکر جنگل میں منگل مناتی ہیں۔ ہوا کی فضا میں تو طیور کا چہچہا ہوتا ہے اور ادھر او نچے اونچے گھاس کے اندر سانپ اور اژدہے پڑے رینگتے ہیں۔ اور پانی میں مگر مچھوں کے تیز غمزے تو سارے دریا میں ایک تلاطم مچا دیتے ہیں جو درخت کنارے پر موجود ہیں وہ یا آبنوس ہیں یا اسی قسم کے اور اشجار خاردار۔ یہاں کے باشندوں کا حال دریافت کرنا۔ اور اُن کے نسب کا سلسلہ ڈھونڈھ نکالنا اور اُن کے قومی حالات اور خصایص کو دریافت کرنا ایک دشوار امر ہے۔ کیونکہ سب ایک نسل کی اولاد نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں سب کی اصلی شاخ اور خانوادہ کو جاننا کوئی آسان کام نہیں۔ تاہم میں نے اس سفر میں بہت سے قبایل کو دیکھ چکا ہوں کہ جن کے حالات خود بخود نگاہوں کو اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ سواحل افریقہ میں کچھ انسان ایسے بھی مجھے دیکھنے میں آئے جو بہت بلند قامت ہیں۔ اُن کا نام "باہوٹن" ہے۔ جسم بہت کالا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی چہرہ بھی۔ دانت بالکل باریک ہوتے ہیں جیسے کنگھی کے دندانے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ لوگ اپنے دانتوں کو سوہن سے ریت کر اس شکل میں لے آتے ہیں۔ اور اس علاقہ کی سیاحت میں کچھ اور قبایل بھی میری نظر پڑے ہیں جو بڑے جنگجو ہیں۔ دن رات مار کٹائی ہی ان میں ٹھنی ہے۔ اور لوٹ تو شیر مادر۔ مگر ساتھ ہی بڑے تیز مزاج اور جری بھی ہیں۔ یہاں ان کا نام "بان والا" ہے بت پرستی کرتے ہیں بحر الغزال کے شمالی سمت میں جو قبایل بستے ہیں وہ مسلمان ہیں۔ اور جوق جوق دائرہ اسلام میں آ کر داخل ہو گئے ہیں یہ لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ اور کھیتی بھی کرتے ہیں۔ ان کے قبایل کے سوا ایک قبیلہ "بارگو میاں" ہے جو کپڑے بننے اور زراعت کرنے۔ اور بہادری میں بہت نام آور ہے "قوتو باس" نامی جو قبیلہ ہے۔ اُس نے حال ہی میں اسلام اختیار کیا ہے اور یہاں اُن کا دینی جوش بڑا مشہور ہے۔ ان سب مذکورہ قبایل میں اسلام کا صرف نام ہی نام ہے اور بجز دو کلمات شہادت کے ارکان و اعمال اسلام سے بالکل انجان ہیں۔ ان اسلامی قبایل کے علاوہ ایک اور قبیلہ بھی ہے۔ جس کا نام "فورس" ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ ارکان اسلام کے عالم اور اُن کے عامل ہیں۔ ہر روز پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ زکوۃ دیتے ہیں ماہ رمضان میں روزہ رکھتے ہیں۔ اور حج بھی کرتے ہیں۔

اس چھوٹے سے مراسلہ میں اُن تمام اسلامی دیہات کے بیان کی گنجایش نہیں جو وسط افریقہ میں موجود ہیں۔ مگر میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک قریہ کی حالت دوسرے قریہ سے کچھ چنداں الگ نہیں۔ صرف جزئی اختلاف ہے۔ ان قریوں میں گھر سب مٹی کے بنتے ہیں شکل ہر ایک مکان کی گنبد نما ہے۔ چھتیں یا تو گول ہیں یا چار کونی۔ اندر حصیر اور بورئے نہایت صفائی کے ساتھ بچھے ہوئے ہوتے ہیں۔ شمالی افریقہ میں مذہب اسلام بہت ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور بت پرست اقوام آہستہ آہستہ اسلام اختیار کرتے چلے جاتے ہیں مصر اور خود شمالی افریقہ کے مسلمان علماء ان علاقوں کو آتے۔ اور بت پرست قبایل میں اسلام کا وعظ کہتے۔ اور اُنھیں دین اور دُنیا کے متعلق جمیع امور کی تعلیم دیتے ہیں۔ بالخصوص زراعت کرنا اور صنعت و حرفت کی اُنھیں تعلیم دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان کو خلافت مقدسہ اسلام سے برابر تعلق ہے اس کے سوا یہ بھی اُنھیں سکھایا جاتا ہے کہ مسلمان خواہ کہیں کے ہوں۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور پھر مذہبی اور قومی محبت اور صلہ رحمی کی بھی اُنھیں تعلیم دیجاتی ہے یہ لوگ سب کام بتدریج ادا کرتے ہیں اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ ایک دن آنے والا ہے کہ جس میں وسط افریقہ سے اسلام بُت پرستی کو نکال باہر کریگا۔ جو آج کل وہاں ہر طرف چھا رہی ہے۔ مجھے اپنی اس سیاحت میں مسلمانان افریقہ کے خیالات اور افکار کو بھی جاننے کا موقع ملا ہے جو میری نگاہوں میں اُن کو قابل وقعت بنانے ہیں۔ ان لوگوں میں غیرت و حمیت کا مادہ موجود ہے۔ اخلاق اور مروت بھی پائی جاتی ہے۔ اور یہ پاک صفات عوام سے بڑھکر قبایل کے خواص اور ان کے شیوخ میں بخوبی اپنی جلوہ گری دکھلا رہے ہیں۔

یہ شیوخ اور سردار اپنی مذہبی تعلیمات کو بڑی کوشش کیساتھ اُن قبایل میں پھیلا رہے ہیں جو ان تعلیمات سے انجان ہیں اور لطف یہ ہے کہ اُنھیں کامیابی بھی ہوتی جاتی ہے۔ اس حالت کو دیکھکر مجھے تجسس ہوا کہ انکی کامیابی کے اسباب کیا ہیں اور کیونکر اسلام اسقدر تیزی کیساتھ انکی ذریعہ پھیل رہا ہے مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ پہلے اچھی اچھی نصیحتوں اور میٹھی میٹھی باتوں سے ان قبایل کے دلوں میں اپنا سکہ بٹھاتے ہیں پھر اسلامی تعلیمات کو اُن میں پھیلاتے ہیں لیکن تعجب اس امر پر ہے کہ خود یہ بت پرست اقوام بھی ان مسلمان واعظین کی کوششوں سے خوش ہیں۔

غرض سارے بُت پرست اقوام میں اسلام تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ چند ہی روز میں سارے قبایل مسلمان ہو جاینگے۔ میں اپنے مراسلہ کے خاتمہ پر اُن علماء فضلا کی تعریف و توصیف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو بت پرستوں کے دل و دماغ سے توہمات اور جہالیت دور کرنے کے لئے اپنے وطن چھوڑ چھوڑ کر اتنے مسافت ہائے بعیدہ کو طے کر کے آتے ہیں۔ اور اُن میں علم و لیاقت کو پھیلاتے ہیں۔ یہ بُت پرست قبایل بھی اُن علماء کے محنت ہائے شاقہ کو جانتے ہیں۔ چنانچہ یہی سبب ہے کہ یہاں ہر طرف اُن کی

[illegible]

ملفوظات احمدیہ

(از [illegible])

اسلام ہی خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہے اگر یہ مسلمان بھی اس توحید سے الگ ہو گئے۔ تو ان کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ دوسری قوموں کی تقلید۔ ان کے لئے مبارک نہیں ہو سکتی۔ دوسروں کو اگر بے دینی سے کامیابی بھی ہوتی ہے تو یہ بطور ابتلا ہے۔ ہر شخص سے خدا تعالیٰ کا معاملہ علیحدہ ہے۔ عیسائی قومیں زنا کریں۔ شراب خوری۔ قمار بازی کریں تو یہ ان کے لئے مفید ہو سکتے ہیں لیکن اگر مسلمان ایسے کام کریں تو ان پر ضرور عذاب نازل ہوگا۔ دیکھو ظاہری سلطنت کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ کہ اگر ملازم کسی شورش کے جلسہ میں شامل ہو تو اس کو عبرتناک سزا دیجاتی ہے۔ ایسا ہی اسی طرح جو کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ یہ خدا کے خاص بندے ہیں اگر یہ لوگ گستاخی کریں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کریں تو ضرور گرفتار ہوں گے۔ یہ الہام جو ہم کو ہوا۔ وہ وعدے لگے کا نہیں جبتک خون کی ندیاں چاروں طرف سے نہ چل جائیں۔ تو اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔ کہ اس کی توحید دنیا سے گم ہو۔ جب مسلمان ہی کفر و شرک کو پسند کرنے لگیں۔ تو پھر دوسری قوموں کا کیا گلا ہو سکتا ہے۔ پہلے گھر صاف ہو۔ تو پھر دوسرے لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے تمام قوموں میں دہریت بڑھتی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ہستی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور اول تو جس عہد و پیمان کے مطابق ہمارا فرض ہے۔ کہ پہلے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ جب مسلمانوں ہی میں ہزاروں گند ہوں۔ تو دوسروں کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ جہاد جہاد پکارتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر انہیں جہاد کرنے کا حکم ہوتا تو سب سے پہلے انہی سے کیا جانا چاہئے تھا۔ یہ عادت اللہ ہے۔ کہ جس قوم کے اندر کتاب ہو پہلے اسے درست کیا جاتا ہے پھر دوسری قوموں کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے سب سے پہلے قریش کی اصلاح کی۔ پھر یہود و نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں سے یہ اعتراض بھی دور ہو گیا جو کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب مسلمانوں کو ہی کہتے رہتے ہیں۔ تم ایسے دوسری قوموں میں سے کتنے مسلمان کئے؟ مسلمانوں میں سے بعض کے لوگ ہیں۔ ایک یہ جو پورا کلمہ بھی پڑھنا نہیں جانتے جن کی نسبت آریہ مشہور کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے اتنے مسلمانوں کو [illegible] کر لیا ہے۔ ایسے آدمی ہم نے بہت دیکھے ہیں جنکو اسلام کی کچھ خبر ہی نہیں۔ دوسرے وہ جو جدید تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ یہ اسلام کو کراہت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نماز کے ارکان پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اور [illegible] روزہ وحشیانہ زمانہ کی باتیں ہیں یہ احکام آجکل کے زمانہ [illegible] ان دونوں گروہوں کی اصلاح سب سے اول ضروری ہے [illegible] کیا مصلح کر سکتے ہیں۔ جبتک آسمان ہی سے نہ ہو۔ جس کے [illegible] اب ہم نجومی سنتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ بیان کرنا

سنینگے ہی نہیں۔ یا بات کو دوسری طرف لیجائینگے۔ بے دینی کی ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ جس نے کسی کو ہلاک کر دیا کسی کو اندھا کسی کو شست۔ وہ جو خدا سے تعلق پیدا کرنے والے ہیں بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ خدا کی ہستی ثابت کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ فرقے تو بہت ہو گئے تھے مگر دہریہ سب سے زیادہ ہیں عظمت الٰہی بالکل نہیں رہی عظمت کیا ہو جبکہ خدا کے وجود پر ہی پورا یقین نہیں رہا۔

ہر نبی کے زمانہ میں کچھ نہ کچھ خونریزی ہوئی۔ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض۔

انسانوں کے ہاتھوں پر جو امور مقدر تھے۔ وہ تو ختم ہو چکے اب خدا نے ایسے کل امور کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہ طاعون زلزلے طرح طرح کے امراض مصائب سب خدا کی تلواریں ہیں۔ تعجب ہے کہ حادثے پر حادثے آتے ہیں۔ مصیبت پر مصیبت آتی ہے۔ مگر ہماری جماعت کے سوا دوسرا کوئی ان سے متاثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ سب بلائیں اس لئے ہیں کہ لوگوں کی غفلت دور ہو۔ وہ تضرع اختیار کریں اور سمجھیں کہ خدا ہے۔ دیکھو ہر پہلو سے حادثے واقع ہو رہے ہیں اور ابھی کیا معلوم کہ آگے آگے کیا ہونے والا ہے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اب جو کچھ کریگا خدا ہی کریگا۔ جراحی آخری علاج ہے اور علاج تو سب ہو چکے۔ بس یہ آخری علاج ہے اب یا بیمار مرے گا یا صحت یاب ہوگا۔

کئی لاکھ انسان مر چکا ہے۔ مگر عام حالت دکھائی ہے کہ ابھی کچھ بھی نہیں ہوا۔ نیکی کی طرف سے بہت دور ہیں اور بدی کی جانب قریب ہیں۔ استغفار کرنا چاہئے۔ آگے قاعدہ تھا۔ کہ مسلمان بادشاہ عام طور پر وباؤں کے وقت انابت الی اللہ اور دعا صدقہ و خیرات کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔ اب یہ بھی نہیں بلکہ خدا کا نام لینا بھی خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔

سلطان المعظم نے وزراء سے ایک امر کی نسبت مشورہ کیا۔ اور اسکے متعلق تجویزیں پوچھیں۔ جب سب تجویزیں بیان ہو چکیں تو کہا اور تو سب کچھ کہا مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ دعا بھی کر دو۔ آخر مسلمان کا بچہ تھا۔ کچھ نہ کچھ خدا پرستی تو تھی۔ سلطان المعظم جمعہ کی نماز کو بھی جاتا ہے۔ نمازوں سے بھی نیاز رکھتا ہے۔ اس لئے اچھا ہے۔

خدا تعالیٰ ابتدا زمانہ میں بولا کہ میں تیرا خدا ہوں ایسا ہی اخیر زمانہ میں بھی اس نے فرمایا کہ انا الموجود۔ یاد رکھو کہ وہ نادی ہے۔ اگر چھوڑ دے تو سب دہریہ بن جائیں۔ پس وہ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا رہتا ہے اور یہ زمانہ تو بالخصوص اس بات کا محتاج ہے جس چیز کی حکومت ہو اسکا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ آجکل اگر صالح آدمی جیسے حق بالباب ہے۔ پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ تو معلوم ہوا کہ ضلالت کی حکومت ابھی باقی ہے۔ جب ایسی ہوا چلتی ہے تو سب اسکے اثر سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ مومن اگرچہ بچا رہتا ہے۔ مگر دوسروں پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ ضلالت تھے عجیب کا یہ حال ہے کہ جو بڑے تعلیم یافتہ ہیں۔ ان سے مذہب کی نسبت کوئی کچھ نہیں کہتا۔ کہ شاید بیزار ہو جائیں یا کچھ سے ہنسی ٹھٹھا ہو۔ مگر صحابہ کرام کی طرف دیکھنا چاہئے کہ اسلام کے ضعف کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شاہوں کو خط لکھدیا۔ اس وقت ایسا

مضبوط زمانہ بھی نہیں تھا۔ نہ یہ امن کی صورت۔ صحابہ نے ان خطوط کو پہنچایا۔ اور ہر ہر دربار میں اپنے عقائد کو کھول کر بیان کیا۔ ایک عیسائی بادشاہ کو جب اسلام کا پیغام پہنچا اور اس نے صحابہ سے کلام الٰہی سنا۔ تو وہ بول اٹھا۔ یہ اس کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ جس نے توراۃ نازل کی اور کہا۔ اگر اس نبی کے پاس میں جا سکتا۔ تو اس کے قدم چومتا پادریوں کو بلا کر کہا دیکھو اسلام کیسا عمدہ مذہب ہے۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو۔ جب ان سے مخالفت محسوس کی۔ تو کہدیا کہ میں تو تمہیں آزماتا تھا۔ یہ کمزوری دنیا کی حرص کا نتیجہ تھی۔ جن میں دنیا پرستی نہیں وہ حق کہنے اور حق کا اعلان کرنے سے نہیں ڈرتے۔ اور ان کی خدا مدد کرتا ہے۔

ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر طبقہ کے انسانوں کو مناسب حال دعوت کرنے کا طریق سیکھیں۔

بعض کو باتوں کا ایسا ڈھنگ ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ کہنا ہوتا ہے وہ کہہ لیتے ہیں اور اس سے ناراضی بھی پیدا نہیں ہوتی۔ بعض ظاہر میں خبیث معلوم ہوتے ہیں جن سے ناامیدی ہوتی ہے۔ مگر وہ قبول کر لیتے ہیں اور بعض غریب طبع دکھائی دیتے ہیں اور ان پر بہت کچھ امید ہوتی ہے۔ مگر وہ قبول نہیں کرتے۔ اس لئے قول موجہ کی (جلیل یا دلائل جو اپنے ساتھ روشنی رکھنے والا ہو) ضرورت ہے۔ جس سے آخر کار فتح ہوتی ہے۔

دہلی میں سخت مخالفت ہوئی۔ آخر میں نے کہا۔ کہ ۱۳۰۰ برس وہ نسخہ (حیات مسیح) آزمایا۔ اس کا نتیجہ دیکھا کہ کئی مرتد ہو گئے۔ اب یہ نسخہ (وفات مسیح) آزما دیکھو۔ دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ ایک شخص بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا اور کہا حق وہی ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں۔ غرض قول موجہ بڑی نعمت ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ ایہو سیگی کیمیا جو کوئی جانے بول۔ ہر ایک کو ایسی بات کرنی نہیں آتی۔ پس چاہئے۔ کہ جب کلام کرے۔ تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ پس چھوٹا سا چٹکلہ کسی وقت چھوڑ دیا۔ جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔ غرض آہستہ آہستہ پیغام حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں۔ کیونکہ آجکل خدا کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہیں۔ اگر صحابہ اس زمانے میں ہوتے۔ تو لوگ انھیں سودائی کہتے اور وہ انھیں کافر کہتے۔ دن رات بیہودہ باتوں اور طرح طرح کی غفلتوں اور دنیاوی فکروں سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔ ایک شخص علیگڑھی غالباً تحصیلدار تھا۔ میں نے اسے کچھ نصیحت کی۔ وہ مجھ پر ٹھٹھا کرنے لگا۔ میں نے دل میں کہا میں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے کا۔ آخر باتیں کرتے کرتے اس پر وہ وقت آ گیا۔ کہ وہ یا تو مجھ پر تمسخر کر رہا تھا۔ یا چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ بعض وقت سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے شقی ہے یاد رکھو۔ ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے۔ جس طرح دواؤں کی نسبت میں نے ابھی کہا۔ کہ کوئی کسی کے لئے مفید ۴۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کیلئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کیجائے۔ مبلغ کو چاہئے۔ کہ کسی کے برا کہنے کو برا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے

۴ اور کوئی کسی کے [illegible]

محرم الحرام

محرم الحرام پر مسٹر محمد حسین وکیل نے ایک قابل قدر آرٹیکل لکھا ہے اصلاحی نکتہ سے میں اسے ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم میں چھاپ دیا جاوے اس لئے خیر ان کے صیغہ میں اس مضمون کو نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

محرم الحرام

ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون!

میکس مولر کہتا ہے کہ مذاہب کی ابتدائی صداقت سے ہوتی ہے مگر انتہا توہمات پر۔ اور صرف میکس ہی نہیں کہتا دنیا کی ہزاروں برسوں کی تاریخ مذاہب اور صدیوں کے استقراء کا فلسفہ تاریخ بھی یہی کہتا ہے محقق دنیا یقین کرتی ہے کہ تمام مذاہب عالم کی ابتدا وحدت الٰہی اور تہذیب نفوس کی تعلیم سے ہوئی۔ مگر آج کتنے مذہب ہیں جو اپنی انتہا کو ابتدا سے تطبیق دیتے ہوئے شاد کام نظر آسکتے ہیں؟ ہندو ازم کی بنیاد یقیناً صداقت توحید نے ڈالی تھی مگر ہندوستان کی سرزمین قرنوں وسطی میں سب سے بڑا بت کدہ بنی مسیح نے کہا کہ اس ایک باپ کو آگے جسکو جسنے سب کچھ پیدا کیا لیکن ایک نصف صدی بھی ابھی نہیں گذری تھی کہ باپ کو بیٹے اور روح القدس کے کبوتر کیلئے تخت الوہیت میں جگہ کالنی پڑی یہ مصائب تو ان مذاہب کو دو چار ہوئے جنکی تعلیم ہی مشتبہ اور پیچیدہ طرز بیان میں ملفوف تھی جنکو اعمال اولین میں غلط فہمی اور فریب خوردگی کا کافی سامان موجود تھا جنہوں نے صرف توحید فی الذات اور توحید فی العبادت پر ہی زور دیا تھا اس لئے اگر ایسا ہوا تو وقوع گو کتنا ہی درد انگیز ہو مگر اعجوبہ زا نہیں ہے مگر عجائبات عالم کی فہرست میں سب سے بڑا حیرت انگیز واقعہ یہ نظر آئیگا کہ جس مذہب کی تولید کا اصلی سبب صداقت اور حقایق کی حمایت تھی جسنے اپنی صاف اور غیر پیچیدہ تعلیم میں غلط فہمیوں کی گنجایش نہیں رکھی جو دنیا میں صرف اسلئے آیا کہ توہمات اور شرک کو ہمیشہ کیلئے ضعیف کر دینے والی شکست دیدے اور جسکی توحید فی الصفات کی صدا رعد آسا سے فضائے عالم گونج اٹھا آج اسکی انتہا بھی اور وں کیطرح ابتدا سے بالکل متضاد ہے مسیح کی تعلیم مسخ ہو کر پولوس کی شرکیات میں مدغم ہو گئی ہندو ازم عالیشان مندروں اور سنگین بتوں کے ہجوم میں چھپ گیا اگرچہ اسکی حالت یہانتک متغیر نہیں ہوئی مگر یہ کیا کم جگر دوز سانحہ ہے کہ خصوصیات مٹ گئی ہیں اصلیت نے رسم و رواج کا برقع اوڑھ لیا ہے توہمات خط پیشانی ہیں اور شرک آمیز کثافت سے روشن مطلع تاریک ہو گیا ہے۔

یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ ہمارا اشارہ کسطرف ہے؟ مذہب اسلام نے اپنی اصلاح کی بنیاد توحید کامل اور حقایق و اصلیت کی روشن سرزمین پر رکھی تھی لیکن کتب خانوں سے باہر نکلکر دیکھتے ہیں تو توہمات غلط فہمی رسم و رواج اور شرک آمیز اعمال کا کثیف ابر ہر طرف چھایا ہے اور قریب ہے کہ ایک نیا مذہبی ظلمت کدہ تیار ہو حقیقت کی آنکھیں کیوں نہ خونبار ہوں! اصلاح کے جگر میں کیوں نہ ٹیس اٹھے کہ یہ حالت پیروان قرآن کی ہے وہ قرآن جو چھٹی صدی عیسوی کی عام تاریکی میں ایک شعلہ نور بنکر درخشندہ ہوا جسنے دنیائے قدیم کی تمام توہمات اور عقلی غلط فہمی کو آگ لگادی جسنے یورپ کے ازمنہ مظلمہ کے جہل و توہم پر فتح پائی اور جو دنیا میں ایک ہی غیر مادی سحر کیمیا ہے جسنے پوری صداقت کیساتھ عقل انسانی کیلئے ارتقاء کامل کی راہیں کھولیں اور انسانکو پستی اور ندامت سے نکالنے کیلئے صدیوں تک کار ہائے نمایاں انجام دیتا رہا۔

سب سے زیادہ اسلام مسلمانان ہند کا رہین آزار ہے۔ انہوں نے اپنا اصلی مرکز چھوڑا کہ بالکل بے تعلق ہو گئی فتنہ تاتار نے اسلامی دارالخلافہ کی اینٹیں بجادیں مگر انکو خبر نہ ہوئی اسپین میں ہشت صد سالہ اسلامی تمدن وحشیانہ سفاکی سے ذبح کیا گیا مگر انہوں نے گردن موڑ کر دیکھا تک نہیں کہ یہ کس کے خون کی چھینٹیں اڑ رہی ہیں اس بے تعلقی کا یہ نتیجہ نکلا کہ آہستہ آہستہ خصوصیتیں چھوڑنی لگو اور بت پرستوں کی مرہم جیب و دامن میں بھرنے لگو یہ وہی دامن تھے جو کبھی اسلام کے آگے پھیلائے جاتے ہیں مگر اب ہندوستان کی ملکی جہل و توہم کے کانٹوں سے لبریز ہو گئے بے تعصبی اور فیاضی طبعی جو مسلمان حکمرانوں اور فاتحوں کا خاصہ تھا اسنے اس شکست و بت کیلئے راستہ صاف کر دیا محکوم اقوام سے مساویانہ سلوک ہونے لگا اور میل جول و مراسم صحبت نے تھوڑے ہی دنوں میں ایسا اثر ڈالا کہ اسلام کی صورت متغیر ہو گئی آج ہندوستان کے رسمی اسلام کو دیکھتے ہیں تو حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اللہ اکبر! یہ وہی اسلام ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور جسنے عراق کے گہوارہ میں نشوونما پائی تھی اب از فرق تا بقدم ہندوستانی رسم و رواج اور جہل و توہمات میں غرق ہے قرون اولی کے پاک نژاد اگر آج قبر سے اٹھیں تو شاید پہچان بھی نہ سکیں ابن جبیر اور بطوطہ کو بھی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو پہچاننا ہو

ہندوستان میں اس عرب کے مسافر پر جو مصیبتیں آئیں انکا فسانہ بہت طولانی ہے بغیر ارادہ کے دل درد آشنا نے اتنی تمہید بنادی ورنہ آج ہمیں صرف ماہ محرم الحرام کے ہندوستانی بدعات و مراسم کی نسبت کچھ عرض کرنا تھا یہ مہینہ جاہلیت عرب میں خاص عظمت اور اہلیت کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا تمام جھگڑے اور لڑائیاں بند کر دی جاتی تھیں امن و صلح ایکماہ کیلئے جنگجو عرب کو امن دوست بنا دیا تھا اسلام نے بھی عرب کی اس تخیل کو قایم رکھا اور اس مہینہ کی عظمت پر اور زیادہ زور دیا اس واقعہ کا نتیجہ تو یہ ہونا تھا کہ مسلمانوں کیلئے محرم صحیح معنوں میں محرم الحرام ہوتا اسکی حرمت اور عظمت کیجاتی اعمال حسنہ میں ہر شخص مصروف نظر آتا اور اسلامی سنین کا آغاز خیر و برکت کی جگہ ہوتا مگر صد حسرت و مایوسی کہ حالت بالکل نقیض اور بالکل متضاد ہے۔ محرم کا آنا گویا مسلمانوں کیلئے باب بداعمالی کا افتتاح ہے بدعات کی تو مسلمانوں پر حکومت ہے مگر محرم کا چاند اذن عام کے پروانہ کا کام دیتا ہے اس پروانے کے ملتے ہی ہماری تمام سوسائٹیں یکایک بدل جاتی ہیں بدعات اور شرک آمیز افعال کا بادل جھکر برسنے لگتا ہے فسق و فجور اور بد افعالی کا علانیہ بازار گرم ہو جاتا ہے۔ تعزیے سینکڑوں روپوں کے صرف سے تیار کئے جاتے ہیں وہ بانس کی کھپچیوں اور کاغذ یا کپڑے کے سوا کچھ نہیں ہوتے مگر چند دنوں کیلئے ہر قسم کی قدرتوں اور طاقتوں کو خدا سے چھین کر ان کے سپرد کر دی جاتی ہیں اور اسطرح خدا کی تمام مخصوص صفات انکے لئے وقف ہو جاتی ہیں ہزاروں انسان انکے آگے سجدے کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں اپنی مرادیں پیش کرتے ہیں اور پھر اکھاڑوں اور اسباب لہو و لعب کیساتھ وہ کاغذوں کے بنائے ہوئے بت کدے سڑکوں میں پھرائے جاتے ہیں عورتوں کو عقیدت مندانہ جوش کیساتھ اجازت دیدی جاتی ہے کہ ان توحید سوز ہنگاموں کا تماشا دیکھیں آرایش و تزئین کیساتھ وہ نکلتی ہیں اور ناگفتہ بہ حالات پیش آتے ہیں فتنہ گران بازاری کیلئے محرم کے ہنگامے بہترین تجارت گاہیں ہوتی ہیں ان کی حیا سوز کرشموں سے ان ہنگاموں میں دلچسپی پیدا کیجاتی ہے اور بالخصوص لکھنؤ میں جسطرح دلچسپی پیدا کیجاتی ہے۔ اسکا نظارہ ایک ذکی الحس مسلمان کے دل و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے یہ ہنگامے جب شہروں میں برپا ہوتے ہیں تو نبی عرب اور قرآن عربی کی پیرو عجیب حالت میں دکھائی دیتے ہیں کوئی ان کاغذوں کے بتوں کی پرستش میں مصروف ہوتا ہے کوئی متاسف ہوتا ہے کہ کیوں اسکی روح کو انسان بننے کی ذلت دی گئی اس لئے رنگ و روغن اور مصنوعی چہروں سے مدد لیکر خرس و پلنگ کی صورت اختیار کرتا ہے شائستہ قومیں دیکھتی ہیں ہنستی ہیں اور کہتی ہیں کہ دنیا کی عالمگیر اصلاح کے مدعی یہ ہیں اور اسکی پیروں کا دل پذیر تماشہ ہے

فماجوزی علی المسلمین، وما الذی دفع بھم من علیین الی اسفل السافلین

اسلام ہر جگہ بگڑا اسلامی ممالک کے کس حصہ میں اسکی اصلیت قایم رہی! مگر محرم کے یہ بیہودہ مناظر صرف ہندوستان ہی کے حصہ میں آئے تھے چشم بصیرت اگر خون کا جلبہ بہا دے تو کچھ بیجا نہیں کہ قرآن کی دعوت کو اس سفاکی کیساتھ ملیا میٹ کیا گیا ہے کہ اصلیت کی ہلکی سی جھلک بھی نظر نہیں آتی سمجھ میں نہیں آتا مسلمانوں نے توحید کا کیا مطلب سمجھ رکھا ہے اگر صرف خدا تعالیٰ کی وحدت کا اقرار اور اسکو عبادت کا مستحق سمجھ لینا ہی اصل توحید ہے تو اسلام سے پہلے بھی انکا وجود پایا جاتا تھا کسی ایسے ہندو کو ڈھونڈ کر نکالو جو جہل و توہم کا ایک ہی نمونہ ہو اس سے کہو کہ ہو کر جو خواہ کتنا ہی بت پرستی کا شایق ہو مگر کبھی مٹی اور پتھر سے بنائے ہوئے بتوں کو خالق کون و مکان نہیں بتلائیگا سورج چاند اور پارسیوں کو دستور اعظم سے ملو وہ بھی یہی کہیگا کہ آگ مظہر ایزدی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں عرب جاہلیت بھی بتوں کو وسیلہ تقرب اور شفاعت کنندہ سمجھتے تھے کسی ان دیکھی ہستی کے وجود سے انکو بھی انکار نہ تھا اسلام نے سب سے پہلے یہ ندا بلند کی ان الامر کلہ للہ۔ سب کام خدا ہی کے اختیار میں ہیں۔ اور کہا کہ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشئ۔ خدا ہی کو پکارنا سچی پکار ہے جو لوگ اسکے سوا دوسرے بنائے ہوئے معبودوں کو پکارتے ہیں وہ انکی کچھ نہیں سنتے۔ پھر کہا کہ افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعاً ولا ضراً قل ھل یستوی الاعمی والبصیر۔ کیا تم نے خدا کے سوا دوسرے کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے جو اپنے ذاتی نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں اے پیغمبر انسے کہو کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتا ہے۔ ۔ اور یہ کہکر اس نے تمام طاقتوں اور ہر قسم کی قدرتوں کو خدا کیلئے مخصوص کر دیا اور کہدیا کہ اسکے دربار میں کسی شافع یا وسیلہ کی ضرورت نہیں پس جو لوگ منہ سے شہادتین کا اقرار کرتے ہیں مگر تعزیوں انسانوں اور قبروں کے آگے منتیں اور مرادیں لیجاتے ہوئے نہیں جھجکتے یا ان چیزوں کا مافوق البشر احترام بجالاتے ہیں کیسے کہیں کہ وہ اسلامی توحید پر عامل ہیں اسی بزرگوں کی مفرط عظمت اور انسے منسوب اشیاء کی غیر معمولی عزت نے تمام مذاہب سابقہ کو مبتلائے شرک کیا یہی عزت بڑھتے بڑھتے پرستش بن جاتی ہے اور آخر میں انسانی دلوں کو اصلی عبادت سے پھیر کر صرف اپنی ہی طرف لگا لیتی ہے یہی خوف تھا جسنے آنحضرت سے کہلوایا۔ کہ لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یعنی یہود اور نصاری پر خدا کی لعنت انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا

مسلمانو! خدا کیلئے اپنے شائستہ مذہب کو اپنے ہاتھوں ذلیل نہ کرو محرم کی حرمت کو رام لیلا کا موسم نہ بناؤ تعزیوں کی پرستش عام فسق و فجور لہو و لعب اور حیا سوز آوارگیاں کاش صرف تم ہی کو بدنام کرتیں مگر افسوس کہ انکا اثر اسلام تک پہنچتا ہے اور اغیار و اجانب اسلام کو ان افعال کے پردے چھپا ہوا دیکھکر تمیز نہیں کر سکتے ہر تعلیم یافتہ مسلمان کا فرض ہے کہ انکے انسداد کیلئے اپنی تمام طاقت سے کام لے اسلام کو ازمنہ مظلمہ کا رومن کیتھلک مذہب بنانا کوئی واقعہ نہیں ہے جسسے نظر اغماض سے دیکھا جائے ہر سال اسلامی تعلیم کی بربادی کا یہ درد انگیز منظر ہمارے سامنے آتا ہے اور ہم سرسری نظر ڈالکر آگے بڑھ جاتے ہیں یہ حالت کب تک رہیگی اور کب تک اسلام کا بے دردانہ خون کیا جائیگا سب سے زیادہ حیرت یہ ہے کہ یہ افعال قبیحہ ہر جگہ زیادہ تر اہلسنت کیلئے مخصوص ہیں حالانکہ اندورنی تعلیم میں کوئی اشارہ ان مزخرفات کی نسبت نہیں پایا جاتا اس مضمون میں ہمارے روئے سخن اگرچہ عام ہیں مگر اہلسنت سے خاص طور پر التماس کرتے ہیں برادران شیعہ کو مشورہ دینے کا شاید ہمیں حق نہیں مگر اتنا ضروری کہیں گے کہ اگر حضرات ائمہ کے مجموعہ ارشادات اور قدما کی تصنیفات کے مطالعہ کی تکلیف گوارا کریں تو موجودہ مراسم محرم سے ایک بڑا حصہ انہیں چھانٹ دینا پڑے۔

محرم حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی جانفرسا شہادت کی یادگار ہے ہمکو چاہیے کہ اس جگر گوشہ رسول کی لائف کا چشم خونبار سے مطالعہ کرو اور دیکھو کہ یہ زندگی صفات حسنہ کی کن عجیب نظیروں پر ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیاں میں شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔